سلسلہ مواعظ حسنہ ۸۷

شیخ العرب والعجم عارف باللہ حضرت اقدس
مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم

کتب خانہ مظہری

﴾ ضروری تفصیل ﴿

نامِ وعظ:	عظمتِ صحابہ رضی اللہ عنہم
نامِ واعظ:	عارف باللہ حضرتِ اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب دام ظلالھم علینا الی مأة و عشرین سنة
تاریخِ وعظ:	۷؍ جمادی الاخریٰ ۱۴۱۳ھ مطابق ۳؍ دسمبر ۱۹۹۲ء
وقت:	دس بجے صبح
مقام:	دارالعلوم محمد پور (ڈھاکہ) بنگلہ دیش
موضوع:	صحابہ کی عظمت، مراتب اور مناقب
مرتب:	سید عشرت جمیل میرؔ صاحب خادمِ خاص حضرت والا مدظلہم العالی
کمپوزنگ:	مفتی محمد عاصم صاحب، مقیم خانقاہ امدادیہ اشرفیہ، گلشن اقبال، کراچی
اشاعتِ اوّل:	ربیع الثانی ۱۴۳۱ھ مطابق اپریل ۲۰۱۰ء
تعداد:	۵۰۰۰
ناشر:	کُتب خانہ مَظہری

گلشن اقبال - ۲ کراچی، پوسٹ آفس بکس نمبر ۱۱۱۸۲

فہرست

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عظمتِ صحابہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی اَمَّا بَعْدُ
فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اتَّقُوْا اللّٰہَ وَکُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ
وَقَالَ تَعَالٰی وَالَّذِیْنَ جَاھَدُوْا فِیْنَا لَنَھْدِیَنَّھُمْ سُبُلَنَا وَاِنَّ اللّٰہَ
لَمَعَ الْمُحْسِنِیْنَ وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ
اَلْمَرْأُ عَلٰی دِیْنِ خَلِیْلِہٖ فَلْیَنْظُرْ اَحَدُکُمْ مَنْ یُّخَالِلُ

مولانا شاہ محمد احمد صاحب ہمارے وہ بزرگ ہیں کہ میں جب بالغ ہوا تو ان کی صحبت میں مجھے تین سال الٰہ آباد میں رہنا نصیب ہوا اور الحمدُ للہ ہمارے اکابر نے ان کی بہت تعریف کی ہے، میرے شیخِ اوّل شاہ عبد الغنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور موجودہ شیخ شاہ ابرار الحق صاحب دامت برکاتہم ان سے بے حد محبت فرماتے تھے اور ان کی بہت تعریف کرتے تھے۔ مولانا شاہ محمد احمد صاحب نے ایک مرتبہ علمائے ندوہ سے خطاب فرمایا، اُن کے اِس قول کو میرے شیخ شاہ ابرار الحق صاحب دامت برکاتہم نے مدینہ پاک میں علماء کو سنایا اور میں آپ حضرات کو ڈھاکہ میں سنا رہا ہوں، جو مال میں نے اپنے شیخ سے مدینہ پاک میں حاصل کیا وہ مال بِلا محنت و مشقت آپ کو یہیں مفت میں دے رہا ہوں۔

حضرت مولانا شاہ محمد احمد صاحب نے علماء ندوہ سے خطاب فرمایا کہ اے علماء ندوہ! شریعت نے نظر لگ جانے کو تسلیم کیا ہے اَلْعَیْنُ حَقٌّ اور اس کی

جھاڑ پھونک کرنے کی اجازت بھی دی ہے چنانچہ اولادِ جعفر کو نظر لگ جایا کرتی تھی لِحُسْنِ صُوْرَتِہٖ وَ لِحُسْنِ سِیْرَتِہٖ کیونکہ وہ صورتاً اور سیرتاً حسین تھے، ان کی والدہ نے سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ اولادِ جعفر کو نظر لگ جاتی ہے أَفَأَسْتَرْقِیْ کیا مجھے جھاڑ پھونک کی اجازت ہے؟ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اجازت عطا فرمائی کہ قرآنِ پاک یا حدیثِ پاک سے جو کلمات ثابت ہوں ان سے جھاڑ پھونک کرسکتی ہو۔

دینی مجلس میں اونگھنا غفلت کی علامت ہے

(ایک صاحب بیان کے دوران اونگھنے لگے تو ارشاد فرمایا کہ) جو لوگ بیان سنتے وقت سو جاتے ہیں ان سے میں تین سوال کرتا ہوں کہ آپ لوگوں نے روزہ افطار کرتے وقت کبھی کسی کو سوتے دیکھا ہے؟ یا اُس وقت نظر دہی بڑے پر ہوتی ہے اور کان اللہ اکبر کی آواز پر لگے ہوتے ہیں، اس موقع پر میں نے آج تک کسی کو سوتے نہیں پایا لہٰذا اللہ تعالیٰ کی محبت کی باتیں سنتے وقت آنکھ بند کرنا اور سونے والے کی صورت بنانا صحیح نہیں ہے۔ نمبر دو جب شادی ہوتی ہے اور اُمید ہوتی ہے کہ بیوی آرہی ہے اس وقت بھی میں نے کسی جوان کو سوتے ہوئے نہیں پایا کہ بیوی آرہی ہو اور وہ کہے کہ بھئی ہم کو سخت نیند آرہی ہے۔ ایک شوہر اپنی بیوی کا انتظار کررہا تھا کہ خبر آئی کہ ابھی تو پاؤں میں مہندی لگی ہے، جب یہ خشک ہوگی پھر آئے گی تو شاعر کہتا ہے ؎

آئی خبر کہ پاؤں میں مہندی لگی ہے واں
بس خوں ٹپک پڑا نگہِ انتظار سے

تیسری بات کسی مہتمم صاحب کو یا مدرسہ کے کسی سفیر کو یا کسی عالم کو دس لاکھ ٹکہ چندہ مل گیا ہو تو پیسہ لیتے وقت اس کو نیند آتی ہے؟ یا ساری رقم گن کر ہی سانس لیتا ہے یعنی بغیر سانس لیے جلدی جلدی گنتا ہے، تو اللہ تعالیٰ کی محبت اس سے

کہیں زیادہ ہونی چاہیے، لہٰذا جب دین کی بات ہورہی ہو تو آنکھیں کھول کر سنو، صحابہ نے پیٹ پر پتھر باندھ کر دین کی بات سنی، بھوک و پیاس تو محبت میں اُڑ جانی چاہیے۔ اگر کسی کی بیوی کہیں دور چلی جائے یا بچے کہیں دور پڑھنے چلے جائیں تو نیند خراب ہوجاتی ہے اور وہ ہر وقت انہی کی یاد میں لگا رہتا ہے۔ اس دنیاوی محبت کے بارے میں مولانا رومی فرماتے ہیں ؎

اے کہ صبرت نیست از فرزند و زن
صبر چوں داری ز رب ذوالمنن

اے دنیا والو! تمہیں بیوی بچوں پر تو صبر نہیں آتا مگر اللہ تعالیٰ پر کیسے صبر آجاتا ہے؟ ذکر کیے بغیر کیسے نیند آجاتی ہے؟ آپ عشق کا سبق، درسِ محبت مچھلیوں سے سیکھیے، مچھلی جہاں بھی ہوگی وہاں پانی ضرور ہوگا، اگر بغیر پانی کے کہیں مچھلی نظر آئے تو سمجھ لو کہ مردہ ہے یہاں تک کہ اگر شہر میں بھی آپ کہیں مچھلیاں دیکھیں گے جیسے بعض دکان دار مچھلیاں رکھتے ہیں تو مچھلی رکھنے کے برتن میں پانی ضرور ہوگا، مومن کی شان بھی یہی ہے کہ جہاں بھی رہے اللہ تعالیٰ کی یاد میں رہے اور اللہ کی محبت کا دریائے قرب اپنے ساتھ رکھے ؎

جہاں جاتے ہیں ہم تیرا فسانہ چھیڑ دیتے ہیں
کوئی محفل ہو ترا رنگِ محفل دیکھ لیتے ہیں

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ مدینے کے بازار میں گندم خرید رہے تھے، اونٹ پر گندم لد رہا تھا اور حضرت عمر اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمتِ رسالت پر تقریر فرما رہے تھے، یہ ہے عاشقوں کی شان ؎

جہاں جاتے ہیں ہم تیرا فسانہ چھیڑ دیتے ہیں
کوئی محفل ہو ترا رنگِ محفل دیکھ لیتے ہیں

اہل اللہ کی اچھی نظر لگنے کے ثمرات

تو مولانا شاہ محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اے علمائے ندوہ جب بری نظر لگ جاتی ہے اور اسلام اس کو تسلیم کرتا ہے تو کیا اللہ والوں کی اچھی نظر نہیں لگ سکتی؟ مرقاۃ شرح مشکوٰۃ کی عبارت ہے:

﴿فَكَيْفَ نَظَرُ الْعَارِفِيْنَ الَّذِیْ يَجْعَلُ الْكَافِرَ مُؤْمِنًا وَالْفَاسِقَ وَلِيًّا وَالْجَاهِلَ عَالِمًا وَالْكَلْبَ اِنْسَانًا﴾

بس مولانا کی یہ بات سن کر علمائے ندوہ مولانا سے بیعت ہوگئے یہاں تک کہ میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ الہ آباد میں مصنف عبدالرزاق کا عربی حاشیہ اور تخریج لکھنے والے مولانا حبیب الرحمٰن اعظمی مولانا شاہ محمد احمد صاحب سے دعا لینے آئے ہوئے ہیں حالانکہ مولانا بڑے عالم نہیں تھے۔ حضرت مولانا علی میاں ندوی کو بھی دیکھا پوچھا کیسے آئے؟ کہا مولانا سے دعا لینے آیا ہوں۔ یہ ہے آہ و فغاں کا اثر، یہ ہے وہ راز کہ مولانا گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ، مولانا قاسم صاحب نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ، حکیم الامت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ علم کے یہ آفتاب و مہتاب سب کے سب حاجی صاحب کی خدمت میں بیعت ہوئے، سلوک طے کیا اور جب صاحبِ نسبت ہوگئے تو پھر ان کے نورِ نسبت سے سارا ہندوستان چمک گیا۔

میرے شیخ حضرت شاہ عبدالغنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے چشم دید واقعہ بیان فرمایا کہ جب حکیم الامت کانپور میں صدر مدرس تھے، تقریباً پچیس سال کی عمر تھی، حضرت کو اللہ تعالیٰ نے بنایا بھی حسین وجمیل تھا، حضرت نے تقریر فرماتے فرماتے ایک نعرہ مارا ہائے امداد اللہ اور بیٹھ گئے اور رونے لگے۔ بعد میں ایک بیرسٹر نے جو فارسی داں بھی تھے حکیم الامت سے کہا کہ اگر آپ بیرسٹر ہوتے تو آپ کے دلائل سے جج اور عدالتیں لرزہ براندام ہوجاتیں، یہ علوم

آپ کو کہاں سے حاصل ہوئے؟ یہ سوال اس نے فارسی میں کیا ؎

تو مکمل از کمالِ کیستی
تو مجمل از جمالِ کیستی

یہ کمال آپ کو کہاں سے نصیب ہوا؟ یہ جمال آپ کو کہاں سے عطا ہوا؟ حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو فارسی میں ہی جواب دیا ؎

من مکمل از کمالِ حاجیم
من مجمل از جمالِ حاجیم

حاجی امداد اللہ صاحب کی صحبت اور ان کے فیض و برکت سے اللہ تعالیٰ نے مجھ کو یہ کمال عطا فرمایا ہے، ہمارے دلوں میں شیخ کی جو نسبت منتقل ہوئی ہے اسی کی برکت سے آج امت میں ہمارا نام روشن ہو رہا ہے، جو اپنے کو اللہ کے لیے مٹاتا ہے اسی کو اللہ چمکاتا ہے۔

تواضع کے معنیٰ اور اس کا طریقِ حصول

حدیثِ پاک ہے:

﴿مَنْ تَوَاضَعَ لِلّٰهِ رَفَعَهُ اللّٰهُ﴾

(مشکوٰۃ المصابیح، کتابُ الاداب، بابُ السلام)

حدیث کی بلاغت دیکھئے، علومِ نبوت خود دلیلِ نبوت ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مَنْ تَوَاضَعَ اور اس کی جزا کے درمیان ایک لفظ اور عطا فرمایا تاکہ ایسا نہ ہو کہ لوگ جزا یعنی بلندی کی لالچ میں تواضع کریں تو اخلاص نہیں رہے گا۔ اسی لیے مَنْ تَوَاضَعَ لِلّٰهِ فرمایا کہ اللہ کے لیے تواضع اختیار کرو اور تواضع بھی خود اختیار نہیں کرو بلکہ کسی اللہ والے سے تواضع سیکھو، کسی اللہ والے کی جوتیاں سیدھی کرو پھر دیکھو اللہ کیوں نہیں ملتا۔

اللہ کیسے ملتا ہے؟

شاہ عبد الغنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ مٹھائی ملتی ہے مٹھائی والوں سے، کپڑا ملتا ہے کپڑے والوں سے، امرود ملتا ہے امرود والوں سے، آم ملتا ہے آم والوں سے۔ آپ کسی کپڑے والے سے جا کر کہو کہ ایک کلو مٹھائی دے دو تو وہ کیا کہے گا؟ دماغ کے ہاسپٹل میں ایڈمٹ ہو جایئے، ڈاکٹر سے دماغ کا علاج کرایئے، آپ کپڑے کی دکان پر مٹھائی لینے آئے ہیں؟ اور اگر مٹھائی کی دکان پر جا کر کہو کہ پانچ گز کپڑا دے دو تو وہ بھی یہی کہے گا کہ ہاں جناب آپ بھی اسی (Category) کے آدمی ہیں، آپ بھی جایئے دماغ کے ہسپتال میں۔

تو شاہ عبد الغنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ آم، آم والوں سے، امرود، امرود والوں سے، کباب، کباب والوں سے، مٹھائی، مٹھائی والوں سے اور کپڑا کپڑے والوں سے ملتا ہے تو اللہ بھی اللہ والوں سے ملتا ہے۔ دنیا میں کوئی ولی اللہ ایسا نہیں گذرا جس نے کسی اللہ والے کی صحبت نہ اُٹھائی ہو جیسے دیسی آم لنگڑے آم کی پیوند کے بغیر لنگڑا آم نہیں بن سکتا، آپ دیسی آم کو لنگڑے آم سے متعلق ایک لاکھ کتابیں مع سند اور مصنفین کے نام کے ساتھ یاد کرا دیں بلکہ سوانح مصنفین کا بھی حافظ بھی بنا دیں لیکن جب تک اسے لنگڑے آم کی قلم نہیں لگے گی اُس وقت تک دیسی آم لنگڑا آم نہیں بنے گا۔ میرے شیخ شاہ ابرار الحق صاحب دامت برکاتہم نے جب میری اس مثال کو سنا تو ہنس کر فرمایا کہ دیسی آم لنگڑے آم کی صحبت اور قلم سے لنگڑا آم ہوتا ہے لیکن دیسی دل، غفلت کا مارا دل، حُبِّ جاہ اور دنیا کے مال کا مارا ہوا دل جب اللہ والوں کے دل سے پیوند کھاتا ہے تو لنگڑا دل نہیں بنتا، تگڑا دل بن جاتا ہے اور اس کے پاس جتنے بگڑے دل رہتے ہیں وہ بھی تگڑے دل بن جاتے ہیں۔ حضرت نے کیا

عمدہ بات فرمائی کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ لوگ یہ سمجھیں کہ ہم اللہ والوں کے دل سے اپنا دل پیوند کریں گے تو کہیں ہمارا دل لنگڑا نہ ہوجائے۔ واہ رے شیخ! اس کو شیخ کہتے ہیں، فرمایا کہ اللہ والوں کے دل سے جب تمہارا دل پیوند ہوگا تو تگڑا دل بنے گا اور اتنا تگڑا ہوگا کہ سارا معاشرہ، سارا زمانہ آپ کو مرعوب نہیں کرسکتا ان شاء اللہ تعالیٰ اور آپ یہ نہیں کہہ سکتے کہ صاحب ہم زمانہ کے ہاتھوں مجبور ہوگئے تھے بلکہ اللہ والوں کی صحبت کے بعد وہ ایمان، وہ یقین عطا ہوگا کہ آپ اہلِ زمانہ سے ببانگِ دُہل یہ اعلان کریں گے ؎

ہم کو مٹا سکے یہ زمانے میں دم نہیں
ہم سے زمانہ خود ہے زمانے سے ہم نہیں

اہل اللہ سے کیسا تعلق ہونا چاہیے؟

جو شخص معاشرے سے، سوسائٹی سے، حُبِّ مال سے، حُبِّ جاہ سے دب کر مسلکِ اہلِ حق چھوڑ دے تو سمجھ لو کہ اس ظالم نے اہلُ اللہ کے دل سے صحیح طریقے سے پیوند کاری نہیں کی۔ ٹنڈو جام میں دیسی آم کو لنگڑا آم بنانے کا بہت بڑا ایگریکلچرل ڈیپارٹمنٹ ہے، وہاں میں نے سائنسدان طالبِ علموں سے پوچھا کہ آپ لوگوں نے دیسی آم کی شاخ کو لنگڑے آم کی شاخ سے اتنا مضبوط کیوں باندھا ہوا ہے؟ اگر تھوڑی سی (Loosing) ہو یعنی ڈھیلا ڈھالا تعلق ہو تو کیا حرج ہے؟ تو انہوں نے کہا کہ اگر دیسی آم کی شاخ میں اور لنگڑے آم کی شاخ میں ذرا سا بھی فاصلہ ہوگا، ذرا سا بھی فصل ہوگا اور مضبوطی کے ساتھ کس کر نہیں باندھیں گے تو اس فصل کی وجہ سے، اس جدائی اور ڈھیلے پن کی وجہ سے لنگڑے آم کی سیرت، صورت اور خاصیت دیسی آم میں منتقل نہیں ہوگی۔ یہ ہے راز کُوۡنُوۡا مَعَ الصّٰدِقِیۡنَ کا کہ اپنے شیخ سے جتنا زیادہ تعلق ہوگا اتنا ہی فیض منتقل ہوگا۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے شیخ اور مربی کی محبت وتعلق کو تین جملوں سے سکھا دیا، ان کا یہ سبق قیامت تک کے لیے درسِ محبت اور درسِ ادب ہے۔ ہر شخص اپنے شیخ اور مربی کے بارے میں اس سے سبق لے سکتا ہے۔ سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے ابوبکر مجھ کو ساری دنیا میں تین چیزیں محبوب ہیں نمبر ۱۔ خوشبو، نمبر ۲۔ نیک بیوی، نمبر ۳۔ **قُرَّۃُ عَیْنِی الصَّلٰوۃُ** میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز ہے۔ جب میں سجدہ میں سر رکھتا ہوں ؎

کیا کہوں قربِ سجدہ کا عالم
یہ زمیں جیسے ہے آسماں میں

اللہ تعالیٰ کی ذاتِ پاک سے تعلق کی لذت

حضرت شاہ فضلِ رحمٰن صاحب گنج مرادآبادی رحمۃ اللہ علیہ نے حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ سے فرمایا کہ مولوی اشرف علی تم میرے خاص ہو اس لیے بتاتا ہوں کہ جب فضلِ رحمٰن سجدے میں سر رکھتا ہے تو اتنا مزہ آتا ہے جیسے اللہ تعالیٰ نے میرا پیار لے لیا ہو اور فرمایا کہ ان شاء اللہ تعالیٰ جب میں جنت میں جاؤں گا تو وہاں بھی تلاوت کرتا رہوں گا، جب حوریں آئیں گی کہ میاں ذرا ہماری طرف بھی توجہ کرو تو ان سے کہوں گا کہ بیبیو! اگر اللہ تعالیٰ کا کلام سننا ہے تو تشریف رکھو ورنہ اپنا راستہ لو۔ اور ہم لوگوں کے دل میں کیا ہے وہ بھی سنائے دیتا ہوں کہ خدا کے عاشقوں کا تو یہ مقام ہے جبکہ ہمارے یہ جذبات ہیں ؎

دنیا سے مر کے جب تم جنت کی طرف جانا
اے عاشقانِ صورت! حوروں سے لپٹ جانا

حدیث کلمینی یا حمیرا کی تشریح از مولانا گنگوہی

تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز

ہے، اسی وجہ سے تہجد میں آپ اتنا طویل قیام فرماتے تھے کہ پاؤں میں سوجن آجاتی تھی، ایک رکعت میں کئی کئی پارے پڑھتے تھے، اسی وجہ سے آپ کی روحِ مبارک تہجد کے وقت اس اونچے مقام پر پہنچتی تھی کہ عرشِ اعظم کا طواف کرتی تھی اور جب فجر کا وقت قریب ہوتا تو آپ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرماتے تھے کَلِّمِیۡنِیۡ یَاحُمَیۡرُا اے حمیرا مجھ سے باتیں کرو۔ مولانا گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ آپ کی یہ گفتگو بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ایسی نہیں تھی جیسی ہم لوگ اپنی بیویوں سے بہ تقاضائے بشریت کرتے ہیں بلکہ بہ تقاضائے عظمتِ الوہیت عرشِ اعظم کا طواف کرتی ہوئی اپنی روحِ مبارک کو آپ مسجدِ نبوی کے مصلیٰ پر اتارنے کے لیے یہ گفتگو فرماتے تھے تاکہ فجر کی اِمامت کا حق ادا ہوسکے ورنہ اگر روحِ مبارک عرشِ اعظم کا طواف کرتی رہتی تو آپ فجر کی نماز پڑھانے پر قادر نہ ہوتے۔

نمودِ جلوۂ بے رنگ سے ہوش اس قدر گم ہیں
کہ پہچانی ہوئی صورت بھی پہچانی نہیں جاتی

درود شریف سے پہلے استغفار پڑھنے کی حکمت

حضرت مولانا گنگوہی سے ایک شخص نے سوال کیا کہ میں پہلے درود شریف پڑھا کروں یا پہلے استغفار کروں؟ آپ نے فرمایا کہ تم پہلے کپڑے دھوکر بعد میں عطر لگاتے ہو یا پہلے عطر لگا کر پھر کپڑے دھوتے ہو؟ اس نے کہا کہ پہلے کپڑے دھوتے ہیں پھر عطر لگاتے ہیں تو فرمایا کہ پہلے استغفار اور توبہ کرکے اپنی روح کو نجاستِ معصیت سے پاک صاف کرلو پھر درود شریف کا عطر لگایا کرو۔ یہ ہیں علوم ہمارے اکابر کے ھٰۤؤُلَاۤءِ اٰبَآئِیۡ فَجِئۡنِیۡ بِمِثۡلِھِمۡ یہ جواب میرے شیخ شاہ عبدالغنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے نیوٹاؤن کی مسجد میں

مولانا یوسف بنوری رحمۃ اللہ علیہ کے سوال پر دیا تھا، اختر بھی اس وقت موجود تھا اور شاہ ابرارالحق صاحب دامت برکاتہم بھی موجود تھے، بڑے بڑے علماء حاضر تھے کیونکہ میرے شیخ نے جن سے حدیث پڑھی تھی انہوں نے حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ سے حدیث پڑھی تھی۔ اس لیے میں مولانا گنگوہی کی بات دو واسطوں سے آپ کو نقل کررہا ہوں، اختر اپنے شیخ شاہ عبدالغنی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کرتا ہے اور میرے شیخ اپنے استاد مولانا ماجد علی جونپوری سے روایت فرماتے تھے اور وہ روایت کرتے تھے مولانا گنگوہی سے۔ مولانا گنگوہی کی بات پر یہ بات یاد آگئی۔

شیخ الحدیث مولانا زکریا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے والد مولانا یحییٰ صاحب رحمۃ اللہ علیہ حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت تھے اور ایسے محبوب مرید تھے کہ ایک مرتبہ حضرت گنگوہی سے کہہ کر گئے کہ مغرب تک آجاؤں گا لیکن جب مغرب تک نہیں آئے تو مغرب پڑھ کر حضرت گنگوہی اپنے صحن میں ان کی یاد میں روتے ہوئے یہ شعر پڑھتے رہے ؎

مت آئیو او وعدہ فراموش تو اب بھی
جس طرح سے دن گذرا، گذر جائے گی شب بھی

یہ ہیں اللہ والے جو اپنے شاگردوں سے اس طرح سے محبت کرتے تھے کہ پریشانی میں ٹہل رہے ہیں اور یہ شعر پڑھ رہے ہیں ؎

مت آئیو او وعدہ فراموش تو اب بھی
جس طرح سے دن گذرا، گذر جائے گی شب بھی

اللہ تعالیٰ نے علماء کو اہلِ ذکر کیوں فرمایا؟

مولانا ماجد علی جونپوری مولانا یحییٰ صاحب کے ساتھ پڑھتے تھے، مولانا یحییٰ نے بارہا کہا کہ مولوی ماجد علی بخاری شریف کی روح تم کو تب ملے گی

اور تم صحیح عالم تب بنو گے جب کسی اللہ والے سے بیعت ہو جاؤ گے اور اللہ اللہ بھی کرو گے کیونکہ علماء کو اللہ تعالیٰ نے اہلِ ذکر سے خطاب فرمایا ہے:

﴿فَاسْئَلُوْا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ﴾

(سورۃُ النَّحل، اٰیۃ: ۴۳)

اے دنیا والو! اگر تم بے علم ہو تو علماء جن کو میں اہلِ ذکر سے تعبیر کر رہا ہوں ان سے سوال کر لیا کرو۔ شاہ عبد الغنی صاحب فرماتے ہیں کہ علماء کو اللہ تعالیٰ نے اہلِ ذکر فرمایا ہے، اگر ہم مولوی لوگ بھی خدا کی یاد میں کمی کریں تو بتاؤ اس آیت کی نعمت کی ناشکری ہے یا نہیں؟

دوستی کا اصل حق

مولانا ماجد علی جونپوری کو تصوف سے اور مرید ہونے سے مناسبت نہیں تھی لیکن واہ اس کو کہتے ہیں دوست! جب مولانا یحییٰ نے دیکھا کہ یہ آزادی چاہتا ہے اور کسی اللہ والے کے ہاتھ پر اپنے کو نہیں بیچ رہا ہے تو سوچا کہ یہ ظالم محروم رہے گا کہ ایک قطب العالم، محدثِ عظیم، اپنے وقت کے اتنے بڑے فقیہ کہ اگر دعویٰ اجتہاد فرماتے تو نباہ دیتے، یہ قول حکیم الامت تھانوی کا ہے۔ تو مولانا یحییٰ نے مولانا ماجد علی جونپوری کو مرید کرنے کی ایک ترکیب نکالی، ایک دن مولانا گنگوہی نے بخاری شریف پڑھاتے ہوئے درمیان میں وقفہ فرمایا تو مولانا یحییٰ صاحب نے عرض کیا کہ حضرت آپ مولوی ماجد علی کو بیعت فرما لیجیے، ذرا عنوان دیکھیے، یہ نہیں کہا کہ مولوی ماجد علی بیعت ہونا چاہتے ہیں یہ تو جھوٹ ہو جاتا اس لیے یہ فرمایا کہ آپ مولوی ماجد علی کو بیعت فرما لیں۔ مولانا گنگوہی سمجھے کہ مولوی ماجد علی نے انہیں وکیل بنایا ہے، انہوں نے اپنا ہاتھ بڑھا دیا، اب اتنا بڑا شیخ، قطب العالم، محدثِ عظیم اپنے شاگرد کی طرف ہاتھ بڑھائے تو وہ شاگرد کتنا نالائق ہو گا جو ہاتھ کھینچ کر کہہ دے کہ میں بیعت نہیں ہونا چاہتا لہٰذا

انہوں نے بھی فوراً ہاتھ بڑھایا اور بیعت ہو گئے۔ میرے مرشدِ اوّل شاہ عبدالغنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ساری زندگی مولانا ماجد علی جونپوری مولانا یحییٰ صاحب کو شکریہ کا خط لکھتے رہے کہ مولانا یحییٰ تمھارا مجھ پر اتنا بڑا احسان ہے جس کا بدلہ خدا ہی قیامت کے دن تمہیں عطا فرمائے گا کہ مجھ جیسے نالائق کو تم نے مولانا گنگوہی کے ہاتھ پر بیعت کرا کے اتنے بڑے قطب العالم کے سلسلے میں داخل کر دیا، اگر تم مجھ پر یہ مہربانی نہ کرتے تو میں محروم رہ جاتا۔

چھینک آنے پر الحمد للہ کہنے کی حکمت

میرے شیخ نے فرمایا کہ ایک مرتبہ مولانا گنگوہی نے طلباء سے دریافت فرمایا کہ جب چھینک آتی ہے تو شریعت نے الحمد للہ کہنے کا حکم کیوں دیا؟ طلباء نے کہا حضرت! محدثینِ کرام نے لکھا ہے کہ بخاراتِ ردّیہ جو دماغ میں ہوتے ہیں چھینک آنے سے نکل جاتے ہیں، خروجِ بخاراتِ ردّیہ سے دماغ کو آرام ملتا ہے اس لیے الحمد للہ کہہ کر اللہ کا شکر ادا کرتے ہیں۔ حضرت گنگوہی نے فرمایا کہ ایک جواب اللہ تعالیٰ نے میرے دل کو یہ عطا فرمایا کہ چھینکتے وقت انسان کی شکل بگڑ جاتی ہے اور ایسی بگڑتی ہے کہ اگر خدا چھینک کو وہیں روک دے اور پچھلی شکل پر اس کو واپس نہ لائے تو اسے کوئی نہیں پہچان سکتا یہاں تک کہ بیوی بھی گھر میں نہیں گھسنے دے گی کہ یہ کون جانور آرہا ہے تو چھینکنے کے بعد الحمد للہ کہنا اسی بات کا شکریہ ہے کہ یا اللہ میری شکل جو بگڑ گئی تھی آپ نے دوبارہ اسے درست فرمادیا۔ اُولٰئِکَ اٰبَائِیْ فَجِئْنِیْ بِمِثْلِھِمْ یہ ہیں ہمارے باپ داداؤں کے علوم!

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی غشی کی وجد آفریں توجیہ

مولانا گنگوہی نے فرمایا کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّکَ نازل ہوئی اور جبرئیل علیہ السلام نے آپ سے معانقہ کیا تو حضور

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو تھوڑی دیر کے لیے غشی سی آ گئی اور گھر واپس ہو کر آپ نے فرمایا زَمِّلُوْنِیْ زَمِّلُوْنِیْ اے خدیجہ مجھے کمبل اوڑھا دو۔ آپ پر یہ کیفیت کیوں طاری ہوئی ؟ کیا نعوذ باللہ حضرت جبرئیل علیہ السلام کی طاقت زیادہ تھی؟ جبکہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو معراج میں وہ مقام عطا فرمایا کہ جبرئیل علیہ السلام نے فرمایا کہ اے اللہ کے نبی ! اب میں آگے نہیں بڑھ سکتا، اب اگر میں آگے بڑھا تو میرے پر جل جائیں گے، یہ آپ کا مقام ہے، آپ آگے جایئے۔ تو مولانا گنگوہی نے اس کا ایسا پیارا جواب دیا کہ آپ بھی مست ہو جائیں گے ان شاء اللہ، فرمایا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم جبرئیل علیہ السلام کی ہیبت سے بے ہوش نہیں ہوئے تھے بلکہ آپ کو عرب کے کافروں کے آئینے میں اپنا حسنِ نبوت نظر نہیں آیا کیونکہ وہ تاریک آئینے تھے لیکن جب جبرئیل علیہ السلام کا روشن آئینہ نظر آیا تھا اور آپ پر اپنا مقامِ نبوت، حسنِ نبوت، جمالِ نبوت منکشف ہوا تو اپنے ہی جمالِ حسن سے آپ بے ہوش ہو گئے ؎

غش کھا کے گر گئے تھے وہ آئینہ دیکھ کر
خود اپنے حسن ہی سے وہ بے ہوش ہو گئے

ایک شیر بکریوں میں رہتے ہوئے سمجھتا تھا کہ میں بھی بکری ہوں۔ ایک دن دریا میں اپنی شکل دیکھی تب اس نے کہا لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ میں تو کچھ اور ہوں لہٰذا ایسی دھاڑ ماری کہ ساری بکریاں ڈر کر بھاگ گئیں۔ تو اللہ تعالیٰ نے آئینۂ جبرئیل میں مقامِ نبوت کو منکشف فرمایا، اپنے ہی جمالِ نبوت سے آپ پر غشی طاری ہو گئی ؎

غش کھا کے گرِ گئے تھے وہ آئینہ دیکھ کر
خود اپنے حسن ہی سے وہ بے ہوش ہو گئے

کیا تعبیر کی ہے ذرا سوچیے اس کو اُولٰئِکَ اٰبَائِیْ فَجِئْنِیْ بِمِثْلِهِمْ کیسی محبت کی تعبیر کی ہے اور مقامِ نبوت کو کس طرح بیان کیا ہے۔

صحابہ کا مقامِ عشق

تو دوستو! یہ عرض کررہا تھا کہ اپنے شیخ و مربی کی محبت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فرامین اور ان کی محبت سے سیکھو، صحابہ کا تو وہ مقام ہے کہ محبت خود ان سے محبت کرنا سیکھے، ان کے سامنے محبت خود آدابِ محبت نہیں جانتی، صحابہ کی محبت سے محبت کرنا سیکھو، صحابہ کی محبت سے سبق لو کہ محبت کیا چیز ہے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ یا رسول اللہ آپ نے فرمایا ہے کہ کائنات میں آپ کو تین چیزیں پسند ہیں تو ابوبکر کو بھی پوری کائنات میں تین چیزیں پسند ہیں۔ نمبر۱:

﴿اَلنَّظَرُ اِلَیْکَ﴾

جب میں آپ کو ایک نظر دیکھتا ہوں تو مجھ کو ساری دنیا کی لذتوں سے زیادہ مزہ آتا ہے۔ مرید کا بھی یہی مقام ہونا چاہیے کہ جب شیخ کو ایک نظر دیکھے تو ساری کائنات کی لذتوں سے زیادہ اسے مزہ آئے بشرطیکہ شیخ متبع سنت، متبع شریعت اور صاحبِ نسبتِ عظمیٰ ہو۔ نمبر۲:

﴿وَالْجُلُوْسُ بَیْنَ یَدَیْکَ﴾

اے اللہ کے نبی! جب آپ کے پاس بیٹھتا ہوں تو مجھے ساری کائنات کی لذات سے زیادہ آپ کے پاس بیٹھنا لذیذ معلوم ہوتا ہے۔ نمبر۳:

﴿وَاِنْفَاقُ مَالِیْ عَلَیْکَ﴾

اور آپ پر اپنا مال خرچ کرنا مجھے کائنات کی ساری لذتوں سے زیادہ لذیذ معلوم ہوتا ہے، مگر جو صحابی حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر مال خرچ کرتا تھا تو آپ اس مال کو جہاد میں خرچ کرتے تھے، اپنی بلڈنگ نہیں کھڑی کرتے تھے لہٰذا جو اللہ تعالیٰ کی

عطا کی ہوئی نعمتوں کو اللہ تعالیٰ ہی پر فدا کر دے اور نعمتوں سے زیادہ نعمت دینے والے کو پیار کرے وہ اصلی ولی اللہ ہے، یہ نہیں کہ نعمتوں کو دیکھ کر، اپنی خوبصورت بیوی کو دیکھ کر، بال بچوں کو دیکھ کر، کباب بریانی دیکھ کر نعمت دینے والے کو بھول جائے۔

نعمت دینے والا نعمت سے افضل ہے

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

﴿فَاذْكُرُوْنِیْٓ اَذْكُرْكُمْ وَاشْكُرُوْا لِیْ وَ لَا تَكْفُرُوْنِ﴾

(سورۃُ البقرۃ، آیۃ: ۱۵۲)

حکیم الامت نے اس کی یہ تفسیر فرمائی ہے کہ تم ہم کو یاد کرو اطاعت کے ساتھ، ہم تم کو یاد کریں گے عنایت کے ساتھ، اگر اطاعت نہیں ہے تو سبحان اللہ بھی قبول نہیں، جماعت سے نماز ہو رہی ہے اور تم الگ بیٹھ کر سبحان اللہ پڑھ رہے ہو، عورت سامنے ہے اور تم نظر بچانے کے بجائے ماشاء اللہ ماشاء اللہ کہہ رہے ہو کہ اللہ تعالیٰ نے تم کو کیا جمال دیا ہے، یہ اطاعت ہے؟ حرام نمک چکھنا جائز ہے؟ البتہ اپنی بیوی کا نمک چکھنا حلال ہے لیکن اس کی بھی اتنی محبت نہ ہو کہ قیسِ ثانی بن جاؤ اور اللہ کو بھول جاؤ۔

مفسرِ عظیم علامہ آلوسی فرماتے ہیں کہ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اپنے ذکر کو مقدم فرمایا اور شکر کو مؤخر فرمایا تو اس سے تصوف کا ایک بہت بڑا مسئلہ حل ہو گیا کہ نعمتوں سے زیادہ نعمت دینے والے کو یاد کرو، جو نعمت دیکھ کر منعم سے غافل ہو جائے، مال و دولت اور نوٹوں کی گڈیاں دیکھ کر اللہ سے غافل ہو جائے، حبِّ جاہ کی وجہ سے اللہ سے غافل ہو جائے کہ سارا بنگلہ دیش اُس کو سلام کرے، جاہ کا نشہ ہو یا مال کا یا حسن کا اگر وہ خدا تعالیٰ سے غافل کر دے تو ایسا شخص ولایتِ عظمیٰ سے محروم رہے گا۔ علامہ آلوسی اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں

کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے ذکر کو شکر پر کیوں مقدم کیا:

﴿فَاِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی قَدَّمَ ذِکْرَہٗ عَلٰی شُکْرِہٖ لِاَنَّ حَاصِلَ الذِّکْرِ الْاِشْتِغَالُ بِالْمُنْعِمِ وَاِنَّ حَاصِلَ الشُّکْرِ الْاِشْتِغَالُ بِالنِّعْمَۃِ فَلْاِشْتِغَالُ بِالْمُنْعِمِ اَفْضَلُ مِنَ الْاِشْتِغَالِ بِالنِّعْمَۃِ﴾

یعنی جب نعمت دینے والے کا حکم آجائے تو نعمتوں کو چھوڑ کر نعمت دینے والے کی محبت اور اطاعت میں لگ جاؤ، حسین و جمیل عورت سامنے آجائے، حسین و جمیل لڑکا سامنے ہو لیکن اللہ تعالیٰ کا فرمان اس وقت نہ بھولو یعنی نگاہوں کی حفاظت کرو، اگر حسین لڑکا سامنے آجائے تو یہ کہو کہ اس کا حسن و جمال اس کی بیوی کو مبارک ہو۔

اسلام میں عورتوں کے حقوق

اگر بیوی اپنے حسین شوہر کو پیار کرلے تو جائز ہے یا نہیں؟ بلکہ مستحب ہے:

﴿اِدْخَالُ السُّرُوْرِ فِیْ قَلْبِ الْمُؤْمِنِ اَفْضَلُ مِنْ عِبَادَۃِ الثَّقَلَیْنِ﴾

(المرقاۃ، کتابُ الاداب، بابُ الحب فی اللہ ومن اللہ)

اس سے شوہر کا دل خوش ہوجائے گا کہ نہیں؟ اور اگر حسین عورت پر اچانک نظر پڑ گئی تو کہو یا اللہ اس کا حسن اس کے شوہر کو مبارک ہو، میری لیے وہی ہے جو آپ نے مجھے عطا فرمائی ہے، میرے لیے دنیا میں کوئی عورت اس سے بڑھ کر نہیں جو آپ نے مجھے عطا فرمائی۔ علامہ آلوسی فرماتے ہیں کہ جنت میں مسلمان عورتیں حوروں سے زیادہ خوبصورت کردی جائیں گی۔ بس چند دن صبر کرلو جیسے پلیٹ فارم کی چائے جیسی بھی ہو بحالتِ مجبوری پی لیتے ہو اسی طرح اگر مسلمان بیویاں شکل میں کمتر ہیں تو ان کو حقیر مت سمجھو، وہ جنت میں حوروں سے زیادہ حسین کردی جائیں گی۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم

سے پوچھا کہ مسلمان بیویوں کو یہ فضیلت کیوں ملے گی؟ آپ نے ارشاد فرمایا:

﴿بِصَلَاتِهِنَّ وَ صِيَامِهِنَّ وَ عِبَادَتِهِنَّ اَلْبَسَ اللهُ وُجُوهَهُنَّ النُّوْرَ﴾

(روح المعانی، ج:۲۷، ص:۱۲۶)

حکیم الامت فرماتے ہیں کہ ایک شخص کی بیوی سے کھانے میں غلطی سے نمک تیز ہوگیا، اس کے شوہر نے اسے کچھ نہیں کہا اور یہ سوچا کہ اگر میری بیٹی سے نمک تیز ہوجاتا تو میں یہی چاہتا کہ میرا داماد اس کی پٹائی نہ کرے، اسے معاف کردے، اے خدا یہ بھی کسی کی بیٹی ہے اور سب سے بڑھ کر آپ کی بندی ہے، میں آپ کی خاطر اسے معاف کرتا ہوں۔ جب اس کا انتقال ہوا تو ایک ولی اللہ نے اسے خواب میں دیکھا اور پوچھا کہ تیرے ساتھ کیا معاملہ ہوا؟ اس نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے میرے معاصی پر گرفت فرمائی، میں سمجھا کہ شاید جہنم میں جاؤں گا، لیکن آخر میں فرمایا کہ اے شخص! تو نے ایک دن میری بندی کو نمک تیز کرنے کی غلطی پر معاف کردیا تھا اور میری خاطر میری بندی سمجھ کر نہ اس کو گالی دی نہ پٹائی کی، تیرے اس عمل کے بدلے میں آج میں تجھ کو معاف کرتا ہوں۔

آدابِ شیخ

تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ان تین باتوں سے محبتِ شیخ کا سبق لو کہ ہمیں اپنے شیخ سے ایسی محبت کرنی چاہیے کہ ایک نظر متبع سنت مربی اور مرشد کو دیکھنا ہمیں سارے جہان سے عزیز تر ہو، اس کے پاس بیٹھنے کی نعمت سارے جہان کی نعمتوں سے عزیز تر ہو اور جب شیخ ہمارا مال دین کے راستے میں خرچ کرائے تو اس پر مال خرچ کرنا سارے عالم کی نعمتوں سے لذیذ تر ہو۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ والدین کو ایک نظر محبت سے دیکھنے کا ثواب ایک حج مقبول کے برابر ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ فضیلت سن

کر صحابہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ پھر تو ہم بہت زیادہ ثواب لے لیں گے، آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت بہت بڑی ہے، وہاں کوئی کمی نہیں۔ اور جو ماں باپ کو ستاتا ہے اس کو موت نہ آئے گی جب تک دنیا ہی میں خدا عذاب نہ دے دے۔

اللہ والوں کو احترام کی نظر سے دیکھنے پر اللہ ملتا ہے

ایک صاحب نے آج ہی سوال کیا کہ جب ماں باپ کو محبت سے دیکھنے پر ایک حجِ مقبول کا ثواب ملتا ہے تو شیخ جو روحانی باپ ہے اس کو دیکھنے سے کیا ثواب ملے گا؟ میں نے کہا کہ بھئی دیکھو! ماں باپ کو محبت سے دیکھنے پر ایک حجِ مقبول کا ثواب ملے گا مگر حجِ فرض ادا نہیں ہوگا ورنہ سارا روپیہ بچا کر ابا اماں کو دیکھ لو اور کہہ دو میں نے حج کر لیا تو جب ماں باپ کو جو جسمانی تربیت کرتے ہیں محبت سے دیکھنے پر حجِ مقبول کا ثواب ملتا ہے تو شیخ جو روحانی تربیت کرتا ہے اللہ کے لیے اس کو احترام کی نظر سے دیکھنے پر اللہ ملتا ہے:

﴿اِذَا رُأُوْا ذُكِرَ اللّٰهُ﴾

(مسند احمد، مسند الشامین)

اللہ والے وہ ہیں جنہیں دیکھ کر اللہ یاد آتا ہے۔

تقویٰ اہلِ تقویٰ سے ملتا ہے

بیان کے شروع میں میں نے جو آیت تلاوت کی تھی اب اس کا ترجمہ کرتا ہوں، اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ﴾

(سورۃ التوبۃ، ایۃ: ۱۱۹)

اے ایمان والو! تقویٰ اختیار کرو تاکہ متقی مومن بن کر میرے ولی ہو جاؤ کیونکہ ولایت کی حقیقت ایمان اور تقویٰ ہے:

﴿فَاِنَّ حَقِیْقَۃَ الْوِلَایَۃِ الْاِیْمَانُ وَالتَّقْوٰی کَمَا قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی
اَلَا اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰہِ لَاخَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ
اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَکَانُوْا یَتَّقُوْنَ﴾

جومومن ہوکر متقی نہیں ہوگا اللہ کا ولی نہیں ہوسکتا، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿اِنْ اَوْلِیَآءُ ہٗ اِلَّا الْمُتَّقُوْنَ﴾

(سورۃُ الانفال، اٰیۃ: ۳۴)

اللہ تعالیٰ کے ولی صرف متقی بندے ہیں یعنی ولایت کا دارومدار تقویٰ پر ہے:

﴿اِنَّ مَدَارَ الْوِلَایَۃِ وَتَأْسِیْسَ الْوِلَایَۃِ التَّقْوٰی﴾

لیکن ہم تقویٰ کہاں سے پائیں؟ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿وَکُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ﴾

(سورۃ التوبۃ، اٰیۃ: ۱۱۹)

اگر تمہیں تقویٰ حاصل کرنا ہے تو متقی بندوں کے ساتھ رہ پڑو، یہاں صادقین بمعنی متقین ہے، اب اگر کوئی کہے کہ صادقین کی تفسیر متقین کیوں کی؟ تو اس کا جواب قرآن پاک کی دوسری آیت سے ملتا ہے:

﴿اُولٰٓئِکَ الَّذِیْنَ صَدَقُوْا وَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الْمُتَّقُوْنَ﴾

(سورۃ البقرۃ، اٰیۃ: ۱۷۷)

جو لوگ سچے ہیں وہی متقی ہیں یعنی صادق اور متقی میں نسبتِ تساوی ہے:

﴿کُلُّ مَنْ یَّکُوْنُ صَادِقًا یَکُوْنُ مُتَّقِیًا وَکُلُّ مَنْ یَّکُوْنُ مُتَّقِیًا یَکُوْنُ صَادِقًا﴾

اب یہاں ایک سوال یہ ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ جب صادقین سے مراد متقین فرماتے ہیں تو اللہ تعالیٰ نے کُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ میں صادقین کی جگہ متقین کیوں نازل نہیں فرمایا؟ تو اس کا راز اللہ تعالیٰ نے اختر کے دل کو عطا فرمایا کہ ہوسکتا ہے کہ کوئی شخص دھوکہ دینے کے لیے ہمیں پھنسا دیتا اور اس کے اندر تقویٰ نہ ہوتا لہٰذا اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جو تقویٰ میں سچے ہیں اَلصّٰدِقِیْنَ فِیْ

التَّقْویٰ ہیں انہی کی صحبت سے تمہیں تقویٰ ملے گا وَالْکَاذِبِیْنَ فِی التَّقْویٰ اور جو تقویٰ میں کاذب ہیں، مدعی کاذب ہیں ان کی صحبت سے تمھیں تقویٰ نہیں ملے گا۔

حصولِ تقویٰ کے لیے اہلِ تقویٰ کی کتنی صحبت درکار ہے؟

میرے شیخ شاہ عبدالغنی فرماتے تھے کہ اکھاڑے میں استاد کی لات کھانے والا بھی پہلوان ہوجاتا ہے چاہے زیادہ بادام دودھ نہ پیے اسی طرح اللہ والوں کی صحبت میں رہنے والے کچھ نہ کچھ تو پا ہی جائیں گے لیکن جواُن کے مشوروں پر عمل کریں گے ان شاء اللہ تعالیٰ صاحبِ نسبتِ عظمیٰ اور صاحبِ تقویٰ کامل بن جائیں گے۔ اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ ہم اہلِ تقویٰ کے پاس کتنا رہیں کہ ہم بھی متقی بن جائیں؟ اس کا جواب علامہ آلوسی سید محمود بغدادی تفسیر روح المعانی میں آیت کُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

﴿اَلْمُرَادُ بِھٰذِہِ الْاٰیَۃِ خَالِطُوْھُمْ لِتَکُوْنُوْا مِثْلَھُمْ﴾

اہلِ تقویٰ کے ساتھ اتنا رہو کہ تمہارے قلب میں ان کا تقویٰ منتقل ہوجائے، ان کی آہ وفغاں، ان کی اتباعِ سنت، ان کی حفاظتِ نظر، ان کی حفاظتِ سماعت غرض باطن کی ساری چیزیں منتقل ہوجائیں تب سمجھ لو کہ ان کی صحبت کا حاصل، حاصل ہوگیا۔

حصولِ تقویٰ کے لیے مجاہدے کی اہمیت

اگر کوئی پوچھے کہ تل کتنا گلاب کے پھول میں رہے کہ گلِ روغن بن جائے؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ اس پر لازم ہے کہ اتنے دن تک اس کو گلاب میں رکھا جائے کہ گلاب کی خوشبو اس میں نفوذ کرجائے پھر وہ مجاہدہ کرے تو گلِ روغن نکلے گا تلی کا تیل نہیں نکلے گا اور اگر تکبر کی وجہ سے وہ گلاب کے پھول کی صحبت سے منکر ہے، دعویٰ ناز و پندار میں مبتلا ہے تو اس کو کتنا ہی کولہو میں پیس لو، کتنا ہی مجاہدہ کرالو لیکن رہے گا تل کا تیل، نہ اس کا دام بدلے گا، نہ نام بدلے گا،

نہ کام بدلے گا۔ اس لیے جتنے علماء ربانین ہوئے ہیں صالحین اور مشائخ کی صحبت کے صدقے میں ہوئے ہیں۔ آج اسی کی کمی ہے، آج علم کم نہیں ہے، دنیا میں بڑی بڑی کروڑوں روپے کی لائبریریاں ہیں لیکن صحبتِ اہل اللہ، صحبت صالحین کی محرومی کی وجہ ہے کہ اہل علم ہونے کے باوجود سگریٹ پی رہے ہیں، جماعت سے نماز ہو رہی ہے تو جماعت کی نماز نہیں پڑھتے لہٰذا کتب بینی کے ساتھ ساتھ قطب بینی بھی ضروری ہے۔

صحبت اہل اللہ پر ایک الہامی مضمون

جب پہلی وحی اِقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّکَ نازل ہوئی تو اس وقت قرآن مکمل نازل نہیں ہوا تھا لیکن اس وقت جو صحابی ایمان لائے تو اللہ کے رسول کی صحبت میں پہل کرنے کے صدقے میں ان کا مقام بعد کے لوگوں سے زیادہ ہوا، اللہ تعالیٰ نے اس کا انتظار نہیں فرمایا کہ صحابیت کا اعلیٰ مقام تب ملے گا جب قرآن مکمل نازل ہوجائے گا لیکن جس وقت غارِ حرا میں اِقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّکَ نازل ہوئی تو ساری کتابیں اسی وقت منسوخ ہوگئیں۔ اس پر میں ایک شعر پڑھتا ہوں ؎

یتیمے کہ ناکردہ قرآں درست
کتب خانۂ ہفت ملت بشست

وہ یتیم نبی جس پر قرآن ابھی مکمل نازل نہیں ہوا ساری توریت، انجیل، زبور اسی وقت منسوخ ہوگئیں حالانکہ ابھی اِقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّکَ نازل ہوئی ہے، مکمل قرآن نازل نہیں ہوا۔

عظمت و مناقبِ صحابہ

تو صحبت وہ نعمت ہے کہ اب قیامت تک کوئی صحابی نہیں ہوسکتا کیونکہ صحابہ نے خدا دیدہ نگاہوں کو دیکھا تھا، اللہ کے رسول نے معراج میں اللہ تعالیٰ کو دیکھا تھا یا نہیں؟ تو جن صحابہ نے خدا دیکھنے والی آنکھوں کو دیکھا تھا اب وہ

خدا دیدہ آنکھ قیامت تک کسی کو نصیب نہیں ہو سکتی لہٰذا اب قیامت تک کوئی صحابی نہیں ہو سکتا۔ اور جو صحابہ کو برا کہتا ہے اس کے بارے میں سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

﴿اِذَا رَأَیْتُمُ الَّذِیْنَ یَسُبُّوْنَ اَصْحَابِیْ فَقُوْلُوْا لَعْنَةُ اللّٰہِ عَلٰی شَرِّکُمْ﴾

(سننُ الترمذی، کتابُ المناقب، باب فیمن سب اصحاب النبی ﷺ)

جن کو تم دیکھو کہ قلم یا زبان سے صحابہ پر تنقید کرتے ہیں، ان کی برائی کرتے ہیں تو تم کہو کہ لعنت ہو تمہارے شر پر۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

﴿اَللّٰہَ اَللّٰہَ فِیْ اَصْحَابِیْ لَا تَتَّخِذُوْھُمْ غَرَضًا مِّنْ بَعْدِیْ فَمَنْ اَحَبَّھُمْ فَبِحُبِّیْ اَحَبَّھُمْ وَ مَنْ اَبْغَضَھُمْ فَبِبُغْضِیْ اَبْغَضَھُمْ﴾

(مشکوٰة المصابیح، کتاب المناقب، باب مناقب قریش و ذکر الفضائل، الفصل الاوّل)

میرے اصحاب کے بارے میں اللہ سے ڈرو، میرے اصحاب کے بارے میں اللہ سے ڈرو، میرے بعد ان کو نشانۂ ملامت نہ بنانا پس جس شخص نے ان سے محبت کی اس نے میری محبت کی وجہ سے ان سے محبت کی اور جس نے ان سے بغض رکھا تو مجھ سے بغض کی وجہ سے ان سے بغض رکھا۔ علامہ آلوسی نے فرمایا کہ جس کو صحابہ کی مدح و تعریف سے، ان کی عظمتوں سے، ان کی رفعتِ شان سے انقباض ہوتا ہو، دُکھ پہنچتا ہو، وہ اپنے ایمان کی خیر منائے اور اِس کی دلیل قرآنِ پاک کی یہ آیت ہے:

﴿لِیَغِیْظَ بِھِمُ الْکُفَّارَ﴾

(سورة الفتح، اٰیة: ۲۹)

صحابہ کی تعریف سے جن کو غیظ آئے، چہرہ مرجھا جائے تو سمجھ لو کہ اس پر **لِیَغِیْظَ بِھِمُ الْکُفَّارَ** کا کچھ عکس آ گیا ہے، اس کے اندر خطرناک مرض موجود ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ تو صحابہ کی تعریف فرما رہے ہیں:

﴿مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ وَالَّذِیْنَ مَعَهٗ اَشِدَّآءُ عَلَی الْکُفَّارِ رُحَمَآءُ بَیْنَھُمْ

تَرَاهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا يَّبْتَغُوْنَ فَضْلاً مِّنَ اللهِ وَرِضْوَانًا سِيْمَاهُمْ فِيْ وُجُوْهِهِمْ مِنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ ذٰلِكَ مَثَلُهُمْ فِي التَّوْرٰةِ وَمَثَلُهُمْ فِي الْاِنْجِيْلِ﴾

(سورۃ الفتح، اٰیۃ: ۲۹)

یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں اور جو لوگ ان کے ساتھ ہیں ان کی خوبیاں یہ ہیں کہ وہ کافروں کے مقابلے میں سخت ہیں اور آپس میں ایک دوسرے پر نہایت رحمدل ہیں، ان کو دیکھو گے کہ کبھی رکوع میں ہیں، کبھی سجدے میں ہیں غرض وہ اللہ کے فضل اور خوشنودی کو ڈھونڈتے پھرتے ہیں، سجدوں کے اثر سے ان کے دل کا نور ان کے چہروں سے نمایاں ہے اور توریت اور انجیل میں ان کی تعریفیں مذکور ہیں۔

ہمارے اکابر نے فرمایا کہ صحابہ تو بہت بڑے ہیں کسی ولی اللہ کے ساتھ گستاخی اور بدتمیزی کرنے والے اور اُنہیں برا بھلا کہنے والے سے اللہ کا اعلانِ جنگ ہے۔ شیخ عبدالقادر جیلانی فرماتے ہیں خدا کی قسم! جہاد کے وقت ایک ادنیٰ صحابی کے گھوڑے پر جو گرد جمتی ہے عبدالقادر جیلانی اس گرد کے برابر بھی نہیں ہے لیکن جملہ اولیاء اللہ کا احترام واکرام ہم پر لازم ہے۔ جب عام مسلمانوں کی غیبت حرام ہے:

﴿اَلْغِيْبَةُ اَشَدُّ مِنَ الزِّنَا﴾

(مشکوٰۃ المصابیح، کتابُ الاداب، بابُ السلام)

تو اولیاء اللہ کے ساتھ جو لوگ بدتمیزی کرتے ہیں ان کے بارے میں حدیث ہے:

﴿مَنْ عَادٰى لِيْ وَلِيًّا فَقَدْ اٰذَنْتُهٗ بِالْحَرْبِ﴾

(صحیحُ البخاری، کتابُ الرقاق، بابُ التواضع)

جو کسی ولی اللہ کو دُکھ پہنچاتا اور اُنہیں ستاتا ہے اس کے لیے اللہ تعالیٰ کا اعلانِ

جنگ ہے۔

آیت وَالَّذِیۡنَ جَاھَدُوۡا فِیۡنَا ......الخ کی تفسیر

اب اگلی آیت وَالَّذِیۡنَ جَاھَدُوۡا فِیۡنَا لَنَھۡدِیَنَّھُمۡ سُبُلَنَا وَ اِنَّ اللہَ لَمَعَ الۡمُحۡسِنِیۡنَ کی تفسیر بیان کرتا ہوں، علامہ قاضی ثناءاللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ نے تفسیر مظہری میں اس کی چار تفسیریں بیان کی ہیں۔

پہلی تفسیر......رضائے الٰہی کی تلاش میں مشقت اُٹھانے والے

﴿اَلَّذِیۡنَ اخۡتَارُوۡا الۡمَشَقَّۃَ فِیۡ ابۡتِغَاءِ مَرۡضَاتِنَا﴾

جو مجھ کو خوش کرنے کے لیے ہر تکلیف کو گوارہ کرتے ہیں۔ جس طرح بغیر مجاہدے اور گلاب کے پھول کی صحبت اُٹھائے تل کا تیل گلِ روغن نہیں ہوسکتا ایسے ہی بغیر مجاہدے کے اہل اللہ کی صحبت مکمل نافع نہیں ہوتی۔ لوگ لکھتے ہیں کہ صاحب سارے گناہ چھوڑ دیئے مگر نظر بچانے سے بہت تکلیف ہوتی ہے اس لیے یہ گناہ نہیں چھوٹ رہا ہے۔ بتاؤ! یہ وَالَّذِیۡنَ جَاھَدُوۡا میں شامل ہے؟ اس لیے اس کی تفسیرِ اوّل ہے:

﴿اَلۡعَلَّامَۃُ الۡقَاضِیۡ ثَنَاءُ اللہِ پَانِیۡ پَتِّیۡ رَحِمَہُ اللہُ تَعَالٰی یَکۡتُبُ فِیۡ تَفۡسِیۡرِہِ الۡمُسَمّٰی بِتَفۡسِیۡرِ الۡمَظۡھَرِیۡ وَالَّذِیۡنَ جَاھَدُوۡا فِیۡنَا اَیۡ اَلَّذِیۡنَ اخۡتَارُوۡا الۡمَشَقَّۃَ فِیۡ ابۡتِغَآءِ مَرۡضَاتِنَا﴾

یعنی اس سے مراد وہ لوگ ہیں جو اپنے اللہ کو خوش کرنے کے لیے ہر تکلیف اُٹھا لیتے ہیں۔

دوسری تفسیر......دین کی نصرت میں تکلیف اٹھانے والے

﴿اَلَّذِیۡنَ اخۡتَارُوۡا الۡمَشَقَّۃَ فِیۡ نُصۡرَۃِ دِیۡنِنَا﴾

جو دین کے پھیلانے میں محنت کرتے ہیں یعنی صرف خود دین دار بن جانا کافی

نہیں ہے بلکہ دین پھیلانے کے لیے بھی مشقتیں برداشت کرتے ہیں۔

تیسری تفسیر......تعمیلِ احکامِ الٰہیہ میں مشقت اٹھانے والے

﴿اَلَّذِیْنَ اخْتَارُوا الْمَشَقَّةَ فِی امْتِثَالِ اَوَامِرِنَا﴾

جو میرے ہر حکم کو بجالاتے ہیں۔

چوتھی تفسیر......اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے بچنے کی تکلیف اُٹھانے والے

﴿اَلَّذِیْنَ اخْتَارُوا الْمَشَقَّةَ فِی الْاِنْتِهَآءِ عَنْ مَّنَاهِیْنَا﴾

جن چیزوں سے اللہ نے منع کیا ہے ان چیزوں سے اپنے نفس کو روکتے ہیں، ان چار تفسیروں کے بعد لَنَهْدِیَنَّهُمْ سُبُلَنَا ہے، لام تاکید بانون ثقیلہ سے اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے اور علامہ آلوسی لَنَهْدِیَنَّهُمْ سُبُلَنَا کی تفسیر فرماتے ہیں اَیْ لَنَهْدِیَنَّهُمْ سُبُلَ السَّیْرِ اِلَیْنَا وَ سُبُلَ الْوُصُوْلِ اِلٰی جَنَابِنَا یعنی جو یہ چار مجاہدات کرتا ہے ہم اس کو سیر الی اللہ بھی دیتے ہیں اور وصول الی اللہ بھی یعنی اپنی بارگاہ میں اپنا درباری، اپنا مقرب بھی بناتے ہیں، وہ عارف باللہ بھی ہوتے ہیں اور مقرب باللہ بھی ہوتے ہیں۔

محسنین سے کیا مراد ہے؟

آیت میں آگے ہے اِنَّ اللّٰہَ لَمَعَ الْمُحْسِنِیْنَ ان کا ایمان مجاہدے کی برکت سے، صحبتِ صالحین کی برکت سے احسانی ایمان ہوجاتا ہے اور احسانی ایمان کیا چیز ہے؟ علامہ ابن حجر عسقلانی فتح الباری میں لکھتے ہیں کہ محسنین سے کیا مراد ہے؟ اَلْمُرَادُ بِالْمُحْسِنِیْنَ الَّذِیْنَ یُشَاهِدُوْنَ رَبَّهُمْ بِقُلُوْبِهِمْ حَتّٰی کَاَنَّهُمْ یَرَوْنَهٗ بِاَعْیُنِهِمْ یعنی محسنین وہ لوگ ہیں جن کا قلب اپنے رب کا ایسا مشاہدہ کرتا ہے جیسے وہ اپنی آنکھوں سے اپنے رب کو دیکھ رہے ہوں۔ اسی

لیے حدیثِ پاک ہے:

﴿اَنْ تَعْبُدَ اللہَ کَاَنَّکَ تَرَاہُ﴾

(صحیح البخاری، کتابُ الایمان، باب سؤال جبریئل النبی ﷺ عن الایمان والاسلام)

اپنے رب کی ایسے عبادت کرو گویا تم اسے دیکھ رہے ہو۔ میرے شیخ شاہ عبدالغنی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ جب ہسپتال میں آنکھ بنائی جاتی ہے تو آنکھ پر پٹی بندھی رہتی ہے، جب آنکھ میں روشنی آجاتی ہے تو پٹی کھول دی جاتی ہے تو دنیا میں ایمان وتقویٰ سے ہماری آنکھیں بنائی جارہی ہیں، اللہ تعالیٰ جنت میں یہ پٹی ہٹا دیں گے اور کَاَنَّ اَنَّ سے تبدیل ہوجائے گا کہ اب اپنے اللہ کو دیکھو ذٰلِکُمُ اللہُ رَبُّکُمْ یہ ہے تمہارا رب، آج تم اپنے رب کو اس طرح دیکھو گے کہ کوئی جھگڑا نہیں ہوگا جیسے ساری دنیا چاند کو دیکھتی ہے اور کوئی جھگڑا نہیں ہوتا اسی طرح وہاں اللہ تعالیٰ کو دیکھیں گے ان شاء اللہ، جنت میں جا کر ہمارے کَاَنَّ کا کاف ہٹ جائے گا اور اَنَّ رہ جائے گا یعنی ان آنکھوں سے اپنے رب کو دیکھ لیں گے، لیکن ابھی اس دنیا میں ہماری آنکھیں بنائی جارہی ہیں۔

تمام صحابہ پر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی فضیلت کی دلیل

میں نے بیان کے شروع میں جو حدیث پڑھی تھی وہ دلیل ہے صحبت کے اثرات پر کہ انسان اپنے خلیل کے دین پر جلد متخلق با خلاق الخلیل ہوجاتا ہے لہٰذا شیخ سے جتنی زیادہ محبت ہوگی اتنا ہی زیادہ وہ اس کے اخلاق سے متخلق ہوجائے گا یہی وجہ ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق کے مقام کو کوئی نہیں پاسکتا۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے بیٹے عبداللہ ابن عمر سے فرماتے ہیں کہ اے عبداللہ تم یہ اِشکال مت کیا کرو کہ میں ابوبکر صدیق کے بیٹے کو زیادہ نوازتا ہوں، اس کا وسوسہ بھی نہ لانا کیونکہ تمہارا باپ ابوبکر صدیق جیسا نہیں ہے اور تم ابوبکر صدیق کے بیٹے جیسے نہیں ہو اور پھر جوش میں فرمایا اے عبداللہ سن لو!

عمر کی ساری زندگی کی راتوں کی عبادت سے ابوبکر صدیق کی اُس ایک رات کی عبادت افضل ہے جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ ہجرت والی رات ہے اور عمر کی زندگی کے تمام دنوں کی عبادت سے ابوبکر صدیق کے اُس ایک دن کی عبادت افضل ہے جب ابوبکر صدیق نے تنہا جہاد کیا تھا اور فرمایا تھا کہ میں تنہا جہاد کروں گا چاہے کسی کو شرح صدر نہ ہو **فَتَقَلَّدَ سَیۡفَہٗ وَخَرَجَ وَحۡدَہٗ** انہوں نے گلے میں تلوار ڈالی اور تنہا جہاد کے لیے نکل پڑے۔

حضرت صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ کا تعلق مع اللہ منصوص بالقرآن ہے

قرآنِ پاک کی آیت ہے:

﴿فَاِذَا عَزَمۡتَ فَتَوَکَّلۡ عَلَی اللہِ﴾

(سورۃ اٰلِ عمران، اٰیۃ: ۱۵۹)

یعنی مشورہ کے بعد جس بات پر دل جم جائے اللہ پر بھروسہ کر کے اس پر عمل کرو چاہے اس کے خلاف کتنی ہی رائے کیوں نہ ہوں لہٰذا اس آیت سے جمہوریت کا بطلان ثابت ہوتا ہے۔ تو حضرت ابوبکر صدیق نے فرمایا کہ میں نے جہاد کرنے کا عزم کرلیا اور اللہ میرے ساتھ ہے کیونکہ غارِ ثور میں میرے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی تھی:

﴿اِذۡ یَقُوۡلُ لِصَاحِبِہٖ لَا تَحۡزَنۡ اِنَّ اللہَ مَعَنَا﴾

(سورۃُ التوبۃ، اٰیۃ: ۴۰)

جب نبی اپنے ساتھی سے کہہ رہے تھے کہ اے ابوبکر غم نہ کرو اللہ ہمارے ساتھ ہے۔ پس اے صحابہ جب غارِ ثور میں یہ آیت نازل ہوئی اس وقت آپ لوگ وہاں نہیں تھے، وہاں سوائے ابوبکر کے کوئی نہیں تھا لہٰذا میرے ساتھ اللہ کی معیت نصِ قطعی سے ہے۔ مفسرین اور محدثین لکھتے ہیں کہ صدیق اکبر تنہا جہاد کو نکل گئے تب سارے صحابہ نے عرض کیا **شِمۡ سَیۡفَکَ یَاصِدِّیۡقُ** اے صدیق اکبر! تلوار کو میان میں ڈال لیں، اب ہم کو شرحِ صدر ہوگیا ہے، ہم سب آپ

کے ساتھ ہیں۔ تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا اے عبداللہ سن لو ابوبکر صدیق کی اُس دن کی یہ عبادت کہ جہاد کے لیے تنہا نکل پڑے تھے عمر کی ساری زندگی کے دنوں کی عبادت سے افضل ہے اور اسی سے سوچ لو کہ اللہ پر ان کا ایمان ویقین کیسا تھا۔

راہِ سلوک میں مرشدِ کامل کی ضرورت

بس میں اب تقریر ختم کرتا ہوں کیونکہ میں نے جو آیتیں تلاوت کی تھیں ان کی تفسیر عرض کردی اور جو حدیث پیش کی تھی اس کی بھی شرح کردی کہ اگر آپ کو اللہ والا بننا ہے تو کسی اللہ والے کو اپنا خلیل بنا لو تاکہ اس حدیث کے مصداق بن جاؤ:

﴿اَلْمَرْأُ عَلٰی دِیْنِ خَلِیْلِہٖ فَلْیَنْظُرْ اَحَدُکُمْ مَنْ یُّخَالِلُ﴾

(مسند احمد)

لہٰذا کسی برے انسان کو دوست بناؤ گے تو برے بن جاؤ گے اور اچھے انسان کو دوست بناؤ گے تو اچھے ہو جاؤ گے، جیسا خلیل ہوگا ویسے اخلاق ہو جائیں گے۔ ایک دیہاتی نے میرے شیخ شاہ عبدالغنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے عرض کیا کہ حضور میرے آم کے پیڑ سے نیم کی شاخ متصل ہو کر گذر گئی، میرا سارا آم کڑوا ہو گیا تو دوستو ذرا دائیں بائیں دیکھتے رہو کہ تمہارے قلب کے قریب سے کسی بدعقیدہ، بدعمل یا بداخلاق انسان کے قلب کی شاخ تو نہیں گذر رہی ہے۔ مولانا شاہ محمد احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ دیکھو کہ جس کے اخلاق اچھے ہیں، جو اللہ والے ہیں ان کے ساتھ ساتھ چلو تو اللہ تک پہنچ جاؤ گے، یہ ایک اللہ والے کا لکھنؤ میں علماء ندوہ سے خطاب تھا پھر یہ شعر پڑھا ؎

تنہا نہ چل سکو گے محبت کی راہ میں
میں چل رہا ہوں آپ میرے ساتھ آئیے

اور نفس کی خواہشات کو مٹانے کے بارے میں فرماتے ہیں ؎

سنئیں یہ بات میری گوشِ دل سے جو میں کہتا ہوں
میں اُن پر مر مٹا تب گلشنِ دل میں بہار آئی

اللہ کو پانے کا مختصر راستہ

اللہ پر مر مٹو، اپنی خواہشات کو ختم کردو ان شاء اللہ تعالیٰ اللہ کو پا جاؤ گے۔ ایک بزرگ سے کسی نے کہا کہ تم کو خدا کیسے ملا؟ فرمایا لا الٰہ سے ملا، ہم نے باطل خدائے حسیہ کو بھی چھوڑا جو بت ہیں اور باطل معنوی خداؤں کو بھی چھوڑا یعنی نفس کی وہ خواہشات جن کو اللہ نے فرمایا:

﴿اَفَرَأَيْتَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰهَهٗ هَوَاهُ﴾

(سورة الجاثية، اٰية:۲۳)

یہ بری بری خواہشات مثلاً عورتوں کو تاک جھانک کرنا، بدنظری کرنا، گانے سننا، ماں باپ سے لڑنا، بیوی پر ظلم کرنا یہ سب بھی الٰہ باطلہ ہیں جو اپنے غصے پر اور اپنے نفس کی خواہش پر عمل کرتا ہے وہ خدا کو پانے کا خواب بھی نہیں دیکھ سکتا لہٰذا لا الٰہ کی تکمیل کے بعد آپ کو سارا عالم الا اللہ سے بھرا ملے گا ان شاء اللہ، آپ جدھر جائیں گے اللہ ہی اللہ نظر آئے گا۔

نقوشِ کتب پر عمل کے لیے نفوسِ قطب کی اہمیت

جس وقت مصنف عبد الرزاق کے محشی، ہندوستان کے سب سے بڑے محدث مولانا حبیب الرحمٰن اعظمی صاحب نے مولانا شاہ محمد احمد صاحب کو اپنے دار العلوم اعظم گڑھ میں بلایا تو حضرت نے فرمایا ؎

دار العلوم دل کے پگھلنے کا نام ہے
دار العلوم روح کے جلنے کا نام ہے

اگر دار العلوم میں اللہ تعالیٰ کی محبت نہیں سکھائی جاتی، خدا کی یاد میں تڑپنا نہیں

سکھایا جاتا، سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت پر عمل کی مشق نہیں ہوتی تو خالی نقوشِ کتب پڑھنے سے کتب بینی تو ہو جائے گی مگر نقوشِ کتب پر عمل کرنے کے لیے قطب بینی کی ضرورت ہوتی ہے پھر نقوشِ کتب سے نفوسِ قطب بنتے ہیں۔

حکیم الامت تھانوی سے سہارنپور کے علماء نے پوچھا کہ آپ کے علم میں برکت کہاں سے آئی؟ کیا آپ بہت کتب بینی کرتے ہیں؟ فرمایا نہیں اے میرے پیارے علماء حضرات! درس کی جو کتابیں آپ نے پڑھی ہیں وہی میں نے بھی پڑھی ہیں لیکن میری ایک نعمت مستزاد ہے کہ میں نے حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی، مولانا گنگوہی اور حضرت مولانا یعقوب صاحب نانوتوی کی قطب بینی بھی کی ہے اور اللہ تعالیٰ یہ برکت اسی قطب بینی کی وجہ سے عطا فرماتا ہے۔ مولانا رومی فرماتے ہیں کہ اگر تم صاحبِ نسبت ہو جاؤ گے تو تمہارے مٹکے کے علم کو سمندر اور دریا سے تعلق ہو جائے گا۔

خُم کہ از دریا در او راہے شود
پیشِ او جیحون ہا زانو زند

جس مٹکے کو سمندر سے تعلق ہو تو اس کے علم کے سامنے بڑے بڑے دریا شاگرد بن جاتے ہیں۔ حضرت مولانا انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ اپنے شاگردوں سے فرماتے ہیں کہ تم نے بخاری شریف پڑھ لی، عالم ہو گئے لیکن یاد رکھو کہ بخاری شریف کی روح تب ملے گی جب اہل اللہ کی جوتیاں اُٹھاؤ گے پھر جوش میں فرمایا کہ اللہ والوں کی جوتیوں کے خاک کے ذرّات بادشاہوں کے تاج کے موتیوں سے افضل ہیں۔ مولانا ظفر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ نے جامعہ اشرفیہ لاہور میں ختم بخاری شریف کے موقع پر فرمایا کہ اے طلباء کرام! جاؤ کچھ دن کسی صاحبِ نسبت، صاحبِ تقویٰ کی صحبت میں رہ لو تا کہ ان کے صدقے میں تم بھی متقی بن جاؤ پھر یہ شعر پڑھا۔

دردِ دل نے اور سب دردوں کا درماں کردیا
دل کو روشن کردیا آنکھوں کو بینا کردیا

علامہ سید سلیمان ندوی مولانا ظفر احمد عثمانی کے صدقہ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت ہوئے ورنہ یہ تھانہ بھون کا مذاق اُڑاتے تھے۔ایک دن مولانا ظفر احمد عثمانی نے انہیں خط میں مولانا رومی کا یہ شعر لکھا ؎

قال را بگذار مردِ حال شو
پیشِ مردِ کاملے پامال شو

اے علامہ سید سلیمان ندوی! میں جانتا ہوں کہ شرقِ اوسط میں تمہارے نام کا غلغلہ ہے لیکن چند دن کسی اللہ والے کی صحبت میں بھی رہ کر دیکھ لو، حضرت سید سلیمان ندوی فوراً تھانہ بھون پہنچ گئے اور وہاں مفتی اعظم پاکستان مفتی محمد شفیع صاحب اور مولانا شبیر احمد عثمانی صاحب کے ساتھ ایک مجلس میں حکیم الامت حضرت تھانوی کی صحبت اٹھائی پھر فرمایا کہ آہ! ہم جس علم پر ناز کرتے تھے آج معلوم ہوا کہ اصل علم تو اس بوریہ نشین کے پاس ہے، ہمارا علم ان کے سامنے گرد ہے پھر روتے ہوئے اشکبار آنکھوں سے یہ اشعار پڑھے ؎

جانے کس انداز سے تقریر کی
پھر نہ پیدا شبۂ باطل ہوا
آج ہی پایا مزہ قرآن میں
جیسے قرآں آج ہی نازل ہوا

اور جب حضرت کے مشورے سے اللہ اللہ کیا تو فرمایا ؎

نام لیتے ہی نشہ سا چھا گیا
ذکر میں تاثیرِ دورِ جام ہے
وعدہ آنے کا شبِ آخر میں ہے
صبح سے ہی انتظارِ شام ہے

پھر فرمایا کہ جس کی صحبت کو ہم حقیر سمجھتے تھے، جس کا ہم مذاق اُڑاتے تھے اے دنیا والو! آج سید سلیمان ندوی بہ بانگِ دُہل یہ اعلان کرتا ہے کہ حکیم الامت تھانوی کی قدر کرلو ؎

جی بھر کے دیکھ لو یہ جمالِ جہاں فروز
پھر یہ جمالِ نور دِکھایا نہ جائے گا
چاہا خدا نے تو تیری محفل کا ہر چراغ
جلتا رہے گا یوں ہی بجھایا نہ جائے گا

تو تفسیرِ مظہری میں وَ الَّذِیْنَ جَاھَدُوْا فِیْنَا کی چار تفسیریں ہیں جو دوبارہ سن لیجیے۔ نمبر ا۔ اَلَّذِیْنَ اخْتَارُوا الْمَشَقَّۃَ فِی ابْتِغَآءِ مَرْضَاتِنَا جو بندے اللہ تعالیٰ کو خوش کرنے کے لیے ہر طرح کی تکلیفیں اُٹھالیں، اپنی خوشیوں کو خدا کی خوشی پر قربان کردیں، اپنی حرام خوشیوں کا خون کردیں، اللہ کو خوش کرلیں اور اللہ کو ناراض کرکے حرام خوشیوں کی (Importing) استیرادیعنی درآمدات کو سیل (Seal) کردیں یعنی اللہ تعالیٰ کو ناخوش کرکے کبھی اپنا دل خوش نہ کریں، اس غم کو اُٹھالیں تو ان شاء اللہ تعالیٰ، اللہ تعالیٰ کے ولی بن جائیں گے اور دوسری تفسیر ہے اَلَّذِیْنَ اخْتَارُوا الْمَشَقَّۃَ فِیْ نُصْرَۃِ دِیْنِنَا جو دین پھیلانے کے لیے وطن سے بے وطن ہوجائیں، ہر وقت دوڑ دھوپ اور محنتیں کریں تاکہ اللہ تعالیٰ کا دین سارے عالم میں چمک جائے اور تیسری تفسیر ہے اَلَّذِیْنَ اخْتَارُوا الْمَشَقَّۃَ فِی امْتِثَالِ اَوَامِرِنَا جو اللہ تعالیٰ کے ہر حکم کو بجالانے کے لیے روزہ، نماز، حج، زکوٰۃ کی ادائیگی کرنے میں، اپنے ماں باپ کا ترکہ اپنی بہنوں کو دینے میں غرض اللہ تعالیٰ کے جتنے بھی احکام ہیں ان سب کو بجا لانے میں ہر تکلیف کو برداشت کرلیں اور چوتھی تفسیر ہے اَلَّذِیْنَ اخْتَارُوا الْمَشَقَّۃَ فِی الْاِنْتِھَآءِ عَنْ مَّنَاھِیْنَا جو اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے، گناہوں سے

بچنے کے لیے ہر غم کو اُٹھا لیتے ہیں۔

نظر بچانے پر حلاوتِ ایمانی کا وعدہ

کتنی ہی حسین شکل ہو چاہے پوری دنیا میں حسن میں اوّل نمبر ہو اگر سامنے آجائے تو نگاہ نیچی کرلو، غضِ بصر کرلو۔ ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جو نظر بچائے گا اللہ تعالیٰ اس کو حلاوتِ ایمانی دے گا اور خدا حلاوتِ ایمانی یعنی ایمان کی مٹھاس دے کر کبھی واپس نہیں لیتا:

﴿فِیْهِ اِشَارَةٌ اِلٰی بَشَارَةِ حُسْنِ الْخَاتِمَةِ﴾

جس کو حلاوتِ ایمانی عطا ہو جائے تو یہ اس کے حسنِ خاتمہ کی بشارت بھی ہے، حلاوتِ ایمانی شاہی عطیہ ہے لٰہذا جب نظر بچاؤ تو خدا سے سودا کرلو کہ اے اللہ! آپ نے فرمایا ہے کہ جو نظر بچائے گا، اپنی آنکھ کی خوشی مجھ پر قربان کرے گا میں اس کے دل کو حلاوتِ ایمانی دوں گا تو میں نے ان حسینوں سے نظر بچا کر اپنی آنکھ کی خوشی آپ پر قربان کی اس لیے آپ اپنی رحمت سے میرے دل میں حلاوتِ ایمانی ڈال دیجیے، ان شاء اللہ اس کا خاتمہ ایمان پر ہوگا۔ حسنِ خاتمہ کا فیصلہ ائیر پورٹ پر، ریلوے اسٹیشن پر، بس اسٹینڈ پر ہو رہا ہے لٰہذا جہاں بھی نظر بچاؤ گے حلاوتِ ایمانی ملے گی اور ساتھ ساتھ ایمان پر خاتمہ بھی نصیب ہوگا لٰہذا آخری شرط ہے اَلَّذِیْنَ اخْتَارُوا الْمَشَقَّةَ فِی الْاِنْتِهَآءِ عَنْ مَّنَاهِیْنَا جو اللہ تعالیٰ کی ہر قسم کی نافرمانی سے بچتے ہیں۔

ولایت کی بنیاد کا اہم مٹیریل تقویٰ ہے

بعض لوگ تہجد بہت پڑھتے ہیں، اشراق بہت پڑھتے ہیں، ہر سال حج عمرہ کرتے ہیں اور ہاتھ میں ہر وقت تسبیح رکھتے ہیں، مسجد میں تو بایزید بسطامی بنے رہتے ہیں لیکن سڑک اور مارکیٹ میں ان کو دیکھ کر شیطان بھی شرما جائے، بدنظری کے مریض ہیں، زبان سے غیبت کررہے ہیں، ماں باپ سے لڑائی

کررہے ہیں اور کانوں سے گانا سن رہے ہیں۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ نے تقویٰ کی بنیاد نفل پر نہیں رکھی، وظیفوں پر نہیں رکھی، اللہ تعالیٰ نے تقویٰ کی بنیاد، اپنی دوستی کی بنیاد گناہ چھوڑنے پر رکھی ہے۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا:

﴿یَا اَبَا ھُرَیْرَۃَ! اِتَّقِ الْمَحَارِمَ تَکُنْ اَعْبَدَ النَّاسِ﴾

(سنن الترمذی، کتابُ الزھد، باب من اتقی المحارم فھو اعبد الناس)

اے ابوہریرہ! حرام کام یعنی گناہ سے بچ جاؤ دنیا میں سب سے بڑے عبادت گذار ہوجاؤ گے۔ آج لوگ نفلوں پر نفلیں پڑھ رہے ہیں، تسبیحات پر تسبیحات ہورہی ہیں لیکن جب نظر کی حفاظت کا موقع آتا ہے تو وہاں تسبیح در جیب نظر بر حسین۔ یہ بات جو میں کہہ رہا ہوں کہ نظر کی حفاظت کرو تو یہ عمل محض مستحب نہیں ہے، محض مکروہ نہیں ہے، بدنظری سے بچنا یہ فرض ہے، بخاری شریف کی حدیث ہے کہ جو عورتوں کو، کسی کی ماں بہن بیٹی کو دیکھتا ہے وہ آنکھوں کا زِنا کرتا ہے:

﴿زِنَا الْعَیْنِ النَّظَرُ وَ زِنَا اللِّسَانِ الْمَنْطِقُ﴾

(صحیحُ البخاری، کتابُ الاستئذان، باب زنا الجوارح دون الفرج، ج:۲، ص:۹۲۲)

حج عمرہ کرکے آئے، ہوائی جہاز پر بیٹھے، سامنے حسین ائیر ہوسٹس آئی کہ حاجی صاحب کیا چاہیے آپ کو؟ تو کہتے ہیں کہ آپا ذرا پاپا لے آیئے گا اور آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بات کررہے ہیں، یہاں نظر کی حفاظت کرو ورنہ حج عمرہ کا سارا نور ختم ہوجائے گا۔ میں نے وَالَّذِیْنَ جَاھَدُوْا فِیْنَا کی اُن چاروں تفسیروں کو جن کی آپ نے فرمائش کی تھی دوبارہ بیان کردیا، اللہ تعالیٰ عمل کی توفیق عطا فرمائیں، اب دعا کرلیں۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنی رحمت کے صدقے میں، اس دارالعلوم کے صدقے میں، طلباء کرام کے صدقے میں، علماء کرام کے صدقے میں، اساتذۂ کرام کے صدقے میں اور اختر مسافر ہے اور حدیث میں ہے کہ مسافر کی دعا اللہ تعالیٰ

رد نہیں کرتا تو اے خدا! اپنی رحمت سے ہم سب کو ایسا ایمان، ایسا یقین عطا فرمادے، اپنی ایسی محبت عطا فرمادے کہ ہماری جان، ہمارا ہر لمحۂ حیات، ہر سانس آپ پر فدا ہو یعنی ہم وہ کام کریں جس سے آپ خوش ہوجائیں اور اے خدا ایک سانس بھی، ایک لمحہ بھی ایسا کوئی کام نہ کریں جس سے آپ ناراض ہوں، ہمیں اپنے دوستوں کی زندگی عطا فرما، اپنے نافرمانوں کی، غافلوں کی، سرکشوں کی زندگی سے ہم سب کی حفاظت فرما۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو نسبتِ اولیاء صدیقین عطا فرمادے، جن کو نسبت حاصل نہیں اے اللہ! ان کو صاحبِ نسبت کردے اور جن کو نسبت ہے، تعلق ہے مگر کمزور ہے اے اللہ ان کی نسبت کو قوی کردے اور جن کو قوی نسبت ہے، خدا سے بہت تعلق ہے اس کو قوی سے بڑھا کر اقویٰ کردے یہاں تک کہ ہم سب کو اولیاء صدیقین کی آخری سرحد تک پہنچادے۔

اے اللہ! ہمارے ماں باپ کو بخش دے، ہمارے خاندان اور خونی رشتوں کو معاف کردے اور ہمارے بیماروں کو شفاء دے دے۔ اے اللہ! جسمانی روحانی سب بیماروں کو شفاء دے دے، جس کو جو حاجت ہو اس کی حاجت روائی فرمادے، جس کی بیٹی کا رشتہ نہ آرہا ہو اس کو رشتہ دے دے، جس کی بیوی مظلوم ہو شوہر ظلم کرتا ہو اس کے شوہر کو مہربان کردے، جو ظالم عورت شوہر کو ستارہی ہو اس کو بھی مہربان کردے۔

یا اللہ! سب سے بڑی نعمت یہ ہے کہ آپ ہم سب سے راضی اور خوش ہوجائیں، اللہ کی رضا جنت سے بڑی نعمت ہے۔ اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

﴿اَللّٰھُمَّ اِنِّیۡ اَسْئَلُکَ رِضَاکَ وَالْجَنَّةَ﴾

(تفسیر اللباب)

اے اللہ میں آپ سے آپ کی رضا اور جنت مانگتا ہوں تو آپ نے اللہ کی رضا کو جنت سے پہلے مانگا لہٰذا اللہ کی رضا جنت سے زیادہ اہم ہے، اللہ تعالیٰ ہم سب سے راضی ہوجائے، ہم سب سے خوش ہوجائے اور ہماری خطاؤں کو معاف فرمادے اور ہم سب کو استقامت کی دولت عطا فرمادے اور جس کو جو پریشانی ہو، اس کی پریشانی کو، دُکھ کو، غم کو خوشیوں سے تبدیل فرمادے، عافیتوں سے تبدیل فرمادے۔ جس کی روزی تنگ ہو اس کی روزی بڑھادے، جو مقروض ہو اس کا قرضہ ادا فرمادے لیکن ایک دعا پھر کرتا ہوں کہ اے خدا! جو آپ کی راہ میں مجرم ہے گناہ نہیں چھوڑتا، اختر بھی اس میں اپنے کو شامل کر کے اللہ تعالیٰ سے کہہ رہا ہے کہ اے خدا! ہماری زندگی کا کوئی شعبہ ہو تجارت ہو، عبادت ہو، راستہ چلنا ہو ہمیں ایسا ایمان و یقین عطا فرمادے کہ ہماری زندگی ہر وقت آپ پر قربان رہے، ہم ہر وقت آپ کو خوش رکھیں اور ایک لمحہ بھی آپ کو ناخوش نہ کریں۔

اے اللہ! ہمیں دین پر استقامت دے دے، دنیا بھی دے اور آخرت بھی دے اور خاتمہ ایمان پر نصیب فرما، سلامتی اعضاء، سلامتی ایمان کے ساتھ حیات عطا فرما، سلامتی اعضاء سلامتی ایمان کے ساتھ دنیا سے اُٹھا اور فالج سے، لقوہ سے، کینسر سے، گردے بیکار ہونے سے، ایکسیڈنٹ سے سارے سیئی الاسقام سے، جتنی مصیبتیں ہیں سب سے ہماری حفاظت فرما۔

مولانا رومی فرماتے ہیں کہ اے خدا آپ کی قضاء آپ کی محکوم ہے لہٰذا آپ سوئے قضاء کو حسنِ قضاء سے تبدیل فرمادیجیے، اگر آپ نے ہم میں سے کسی کا خاتمہ خراب لکھا ہو، اسے دوزخی لکھا ہو تو اے خدا اس فیصلے کو کاٹ کر اپنی رحمت سے ایمان پر ہمارا خاتمہ مقدر کردے، جنت ہماری قسمت میں لکھ دے، میدانِ محشر میں بے حساب مغفرت مقدر فرمادے اور ہم سب کو جنت میں اس

طرح اکٹھا فرما جیسے آج محمد پور کے اس دارالعلوم میں اتنے بڑے مجمع میں جمع فرمایا ہے۔اے خدا! کسی کو محروم نہ فرما، ہم سب کو جنت میں اپنی رحمت سے اکٹھا فرما اور ہم جو نہیں مانگ سکے بے مانگے سب کچھ عطا فرما دے کیونکہ ابا اپنے بچوں کو بہت سی نعمتیں بے مانگے بھی دے دیتا ہے، بچے نہیں مانگتے ابا خود ہی ان کو دے دیتا ہے، اے خدا آپ ہمارے ربا ہیں، آپ ارحم الراحمین ہیں، ماں باپ کی محبت آپ کی ادنیٰ بھیک ہے بس اے خدا ہم سب کو جذب فرمالے اور کسی ایک کو بھی محروم نہ فرما، آمین۔

وَصَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَی النَّبِیِّ الْکَرِیْمِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ
بِرَحْمَتِکَ یَااَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ

✿✿✿✿✿

شیخ العرب والعجم عارف باللہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم کا ایک زرّیں ملفوظ

اس کی تو تاریخ میں بے شمار مثالیں ہیں کہ سلاطینِ دنیا نے لذتِ قربِ خداوندی پر سلطنتیں قربان کردیں لیکن کسی عاشقِ صادق ولیِ کامل سے پوری تاریخ میں اس کی ایک بھی مثال نہیں ملتی کہ ولایت کو حکومت پر قربان کیا ہو۔